ناول اردو ادب کی ایسی صنف ہے جسے وقت کی ضرورت نے تخلیقی سفر کرایا۔ ابتداء سے لے دورِ حاضر تک انہوں نے ہمارے سماج اور زندگی کے گوشے گوشے کی ترجمانی کی ہے۔ اصلاح معاشرہ، سیاسی بساط، سماجی برائیاں، بدلتی ہوئی تہذیب و ثقافت کے اثرات، علمی و اخلاقی مسائل اور اس کی اہمیت، گاؤں اور شہر کی زندگی، کسان مزدوروں، عورتوں اور بیواؤں کی مظلومی اور اس کے استحصال وغیرہ ناول کے موضوعات بنے۔ یہ تو ایسے موضوعات ہیں جو کم بیش تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ ہر عہد میں پائی جاتی ہے، لیکن ناول میں ایسے موضوعات کو بھی جگہ ملی جو وقتی تھے۔ مثلاً آزادی کی جدوجہد، تقسیم ہند کا المیہ، فرقہ وارانہ فساد وغیرہ۔ گویہ کہ ناول میں اتنی وسعت ہے کہ وہ ہر دور میں ہونے والے واقعات و حادثات کو اپنے اندر جذب کر سکے۔

اردو ناول نگاری کی ابتدا یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد نے پہلی بار اپنی بیٹی کو اردو سکھانے کی غرض سے کل ۲۶ ابواب پر مشتمل "مراۃ العروس" کے نام سے ایک ناول لکھا۔ یہ ناول ہر خاص و عام طبقے میں کافی مقبول ہوا۔ اس کی مقبولیت کی دو اہم وجہ تھی ایک تو کہ پہلی بار قاری کو اپنے گھر کی زندگی کو قصوں میں دیکھنے کا موقع ملا۔ دوسری وجہ تھی کہ ناول جن مسائل کو موضوع بنا کر پیش کیا گیا تھا اس میں خطر خواہ اصلاح کی صورت نکل آئی۔ اور یہیں سے ناول لکھنے کی روایت چلی اور ایسا نہیں ہے کہ صرف پڑھنے والے کا حلقہ بڑھا بلکہ اس عہد میں نذیر احمد کی ناول نگاری طرز پر بہت سے لکھنے والے سامنے آئے۔

نذیر احمد سے لے کر راشد الخیری کے زمانے تک پنڈت رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر اور قاری سرفراز حسین عزمی کو چھوڑ کر تمام ناول نگاروں نے جن میں ظہیر بلگرامی، غلام حیدر۔ سید حسین مذاق، حالی، شاد عظیم آبادی، سید احمد دہلوی، ضمیر الدین عرش، رشیدہ النساء بیگم، نذر جہاں کے علاوہ اور بھی کچھ نام ہیں، انہوں نے اپنے ناول میں خاص طور پر تعلیم نسواں، امور خانہ داری، بچوں کی پرورش و پرداخت کے ساتھ ساتھ مذہبی تربیت جیسے موضوع و مسائل کو ناول کے پیرائے میں پیش کیا۔ ان ناول نگاروں کے یہاں فنی کمزوری ضرور پائی جاتی ہے جو ناول کی ابتدائی ایام کے باعث تھی، تاہم ناول کے موضوعات گھریلو زندگی کے مسائل اور اصلاح کا ترجمان بن رہی تھی جس نے ناول کو کافی مقبول بنایا۔ اور بعد کے ناول نگاروں نے اسے فنی طور بھی سنوارا۔ نذیر احمد کے شروعات کے دو ناول "مراۃ العروس"، "بنات النعش" ایک ہی موضوع کی کڑی در کڑی ہے لیکن بعد کے ناولوں موضوع میں وسعت بھی پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر "ابن الوقت"، "ایامی"، "رویائے صادقہ" وغیرہ۔ ابن الوقت میں انہوں نے ایک طرف جہاں ناول کے مرکزی کردار ابن الوقت کو حالات کے تحت انگریزی طرز معاشرت اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہوئے دکھایا ہے وہیں دوسری طرف "ایامی" میں انہوں پہلی بار ایک بیوہ نفسیاتی کشمکش اور ان کی شادی کی اہمیت کو موضوع بنا کر پیش

کیا۔

اب ذیل میں ہم مذکورہ موضوع پر لکھے گئے کچھ ناولوں اور ان تخلیق کاروں کا نام پیش کر رہے ہیں:

''فوائد النساء'' (ظہیر بلگرامی) ''آئینہ'' (غلام حیدر) ''تہذیب النساء'' (سید احمد حسین مذاق) ''مجالس النساء'' (حالی) ''صورت الخیال''، (شاد عظیم آبادی) ''اصلاح النساء'' (رشیدہ النساء، یہ اردو کی پہلی خاتون ہیں) ''فسانہ خورشیدی'' (افضل الدین) ''جوہر مقالات'' (صفیر بلگرامی) ''فسانہ راحت'' (سید احمد دہلوی) ''وکھڑا''، ''حماقت کی گڑیا''، ''المعروف''، ''سہاگ بڑا'' (منشی پیارے مرزا لکھنوی) ''طاہرہ'' (نادر جہاں) ''نئی نویلی'' (سید علی سجاد) ''ماہ عجم'' ''طوفان حیات''، ''سمرنا کا چاند''، ''شام زندگی''، ''عروس کربلا''، (راشد الخیری) وغیرہ۔

مذکورہ بالا ناول کے موضوع تقریباً اصلاحی ہیں جس کا تعلق نسائی اور گھریلو زندگی سے زیادہ ہے۔ اس لئے اس پر خوف طوالت کے باعث تفصیل سے گفتگو کی ضرورت نہیں ہے البتہ راشد الخیری کے حوالے سے اتنی بات ضرور کہی جا سکتی کہ نذیر احمد نے ناول میں جن موضوعات کو پیش کر اس کی ابتداء کی وہ سارے راشد الخیری کے یہاں اضافے کے ساتھ عروج پر پہنچتی ہے۔ انہوں نے عورتوں سے متعلق بیشتر موضوع اور مسائل کو اپنے ناول میں پیش کیا اس کی نظیر بہت بعد میں ہمیں قرۃ عصمت چغتائی اور بانو قدسیہ کے یہاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

☆ طوائف اور تعیش پسند طبقے پر ناول نگاری ☆

اب تک میں نے جن ناولوں کا ذکر ان کے موضوع کے حوالے سے کیا ہے وہ تمام ناول 1869-1926ء کے درمیان لکھے گئے ہیں۔ جس عہد میں نظیر احمد اور اس کے طرز میں لکھنے والے کی بڑی جماعت اصلاحی ناول لکھ رہی تھی اسی عہد میں قاری سرفراز حسین عزمی کا نام بھی آتا ہے جنہوں سماج میں طوائف اور تعیش پسند طبقہ کی گندگی اور تلخ سچائیوں کو اپنے ناول کا موضوع بنایا۔ ان موضوعات پر انہوں نے:

☆ شاہد رعنا ☆ سعید ☆ سعادت ☆ سزائے عیش ☆ انجام عیش ☆ سراب عیش ☆ بہار عیش ☆ خمار عیش

جیسے بہترین ناول لکھے ہیں۔ ان میں سب سے مقبول ناول ''شاہد رعنا'' اور ''سعادت'' کہا جا سکتا ہے۔ ''شاہد رعنا'' انہوں نے ایک ڈیرہ دار طوائف ''مہ پارہ'' کی زندگی کے بچپن سے لے بڑھاپے تک کے حالات واقعہ پیش کیا ہے اور ''سعادت'' میں ایک خوبصورت جوان کی عورت کی ایام شباب کی غلطی کس طرح کوٹھے تک پہنچا دیتی ہے، اس واقعے کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ ''سزائے عیش''، ''بہار عیش'' وغیرہ میں بگڑے ہوئے رئیس زادوں اور نوجوانوں کی عیش پرست اور جنسی ہوس ناکی کا حقیقی خاکہ پیش کیا ہے

قاضی سرفراز سے تھوڑے بعد کے عہد میں اسی ضمن میں ہم مرزا ہادی رسواؔ کے مشہور زمانہ ناول **"امراء جان ادا"** پریم چند کا **"بازارِ حسن"**، سجاد کسمنڈوی کا **"نشتر"** اور قاضی عبدالغفار کا شاہکار ناول **"لیلے کے خطوط"** **طوائف** کی زندگی پر عمدہ تخلیق کہی جا سکتی ہے۔ ناول امراء جان ادا میں ایک طوائف کی زندگی کو سوانحی خاکے میں پیش کرنے کا پہلا تجربہ کیا گیا ہے۔ یہ ناول فقط ایک طوائف کی زندگی کی سوانح نہیں بلکہ اس میں کوٹھے کے آداب و طور طریقے، ان کے ناز و غمزے، ان کا رہن سہن گرچہ اس دنیا کے تمام نکات کو مشاہدے کی روشنی پیش کیا گیا ہے۔ نیز ہمیں اس ناول سے ۱۸۵۷ء کے غدر سے پہلے اور بعد کے لکھنؤ کے سماجی تہذیبی اور سیاسی حالات کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ پریم چند کا مشہور ناول **"بازارِ حسن"**، سجاد حسین کسمنڈوی کا **"نشتر"** اور قاضی عبدالغفار کا بہت ہی عمدہ ناول **"لیلے کے خطوط"** کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اس موضوع پر بیسویں صدی اس سے بہتر اور جاندار ناول اب تک نہیں لکھے گئے۔ "لیلے کے خطوط" کے حوالے سے قاضی عبدالغفار کے بارے میں احتشام حسین لکھتے ہیں:

> "نئی نفسیات اور سماجی شعور کو سامنے رکھ کے اس مسئلے کو جس نے چھیڑا ہے وہ قاضی عبدالغفار وفات ۱۹۵۶ء ہیں، جس نے اپنے لافانی ناول، لیلے کے خطوط، میں ایک طوائف کی غم انگیز کہانی بڑے دلچسپ طریقے سے کہی ہے"۔

(اردو ادب کی تنقیدی تاریخ، سید احتشام حسین۔ ص: 11-310)

☆ تاریخی موضوعات پر لکھے گیے ناول ☆

اردو ناول کو ابتدائی زمانے اور اس کے بعد کے زمانے میں ترقی اور فروغ دینے میں تاریخی ناولوں کا اہم رول رہا ہے۔ تاریخی دو نوعیت کے ہیں ایک کا تعلق ہندوستانی بادشاہوں کی معرکہ آرائی، شکست و فتوحات اور تھوڑے بہت رومانی قصے بھی۔ جن میں مغل دور کے سلاطین کے واقعات زیادہ ملتے ہیں۔ "رزم و بزم" حلیم تاریخی ناول کے دوسرے نوعیت کا تعلق مسلمانوں کے کارنامے اور اس کے زوال سے ہے۔ تاریخی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ ناول ایسے بھی لکھے گئے ہیں جن میں پوری ہندوستانی تحریک کا احاطہ کر لیا گیا ہے۔ جن ناولوں کا تعلق اسلامی تاریخ سے اس پیش کرنے کے دو وجوہات ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ 1857ء کے غدر اور انگریزوں کے ظلم و ستم نے ہندوستانی عوام کو سیاسی، تہذیبی، سماجی اور معاشی طور پر احساسِ کمتری کا احساس دلا یا تھا جن میں خاص طور پر مسلمانوں کا طبقہ زیادہ متاثر تھا۔ شاید اس کا احساس ہمارے فنکاروں ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے انہیں اس حالت سے باہر نکالنے نیز ناول نگاری کو فروغ دینے کی غرض سے تاریخی موضوعات پر معدد ناول لکھے۔

تاریخی ناول نگاری کی شروعات عبدالحلیم شرر نے کی تھی انہوں تقریباً ۱۰۰ سے زائد کتابیں لکھیں جن میں زیادہ تر ناول ہی

ہیں۔ ''زوالِ بغداد''، ''منصور موہنا''، ''فلورا فلورنڈا''، ''یوسف و نجمہ''، ''ایامِ عرب''، ''الفانسو''، ''عزیز مصر''، اور سب مقبول اور اہم ناول ''فردوسِ بریں'' خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ شرر کے بعد تاریخی ناول نگاروں میں سب سے اہم نام نسیم حجازی کا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے کارناموں کے واقعات کو جس فنی خوبی اور موثر و سحر انگیز اسلوب میں پیش کیا ہے اس کی مثال کسی اور یہاں دیکھنے کو نہیں ملتی۔ ''اور تلوار ٹوٹ گئی''، خاک اور خون''، ''داستان مجاہد''، ''کلیسا اور آگ''، ''محمد بن قاسم''، ''آخری معرکہ''، شاہین'' ان کے شاہکار ناول ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر تاریخی ناول نگاروں میں حکیم محمد علی طبیب، محمد احسن وحشی، منشی احمد حسین، مصطفےٰ خاں آفت کے نام اہم ہیں۔ ۲۰ ویں صدی میں قرۃ العین حیدر نے بھی مغربی تاریخ و تہذیب کے علاوہ ہندوستان کے گپت کال سے انگریزوں کے عہد تک کی تاریخ کو اپنے شہرہ آفاق ناول ''آگ کا دریا'' میں سمو دیا ہے۔ اس کے علاوہ تاریخی ناولوں میں منشی امراؤ علی کا ''رزم بزم''، آفت کا ''سلیم و مہر النساء''، سید عاشق حسین عاشق کا ''تارا'' بھی کافی اہم ہے۔ یہ تینوں ناول مغلیہ حکمرانوں کی جنگوں کی روداد بیان کرتی ہے۔